نہیں کی گئی۔اس کتاب میں کل تیس مضامین ہیں اوران سب کا یہی حال ہے۔ان مضامین میں اسلام میں رہنمائی کا تصور، اسلام اور غلامی، اسلام اور امن، اسلامی سیاست کے محرکات، مذہبی حاکمیت کا نظریہ، محمد عبدہٗ اور رشید رضا کی نظر میں صوفی ازم کی ابتداء اور اصلی چہرہ، وہابی تحریک اور عرب سے باہر اس کے اثرات، اسلام اور البانیہ کے درویش فرقے، افکار سید مودودی، سید قطب، فضائل مدینہ، جیسے اہم اور حساس موضوعات پر نہایت اہم اور ضروری بنیادی معلومات سہل انداز میں فراہم کی گئی ہیں۔

یہ کتاب اپنے مشمولات کے اعتبار سے فکر انگیز اور رجحان ساز ہے۔ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی تھنک ٹینک کی طرف سے مسلم ثقافتی ورثے اور معاشرتی فکر کی بنیادوں کا مطالعہ ہے جو مغربی عوام اور پالیسی ساز طبقے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔لیکن یہ مطالعہ کس ملک میں کیا گیا ہے؟ اور کس زبان میں کیا گیا ہے، کون صاحب ہیں جو یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں؟ یہ سب سوالات تشنہ ہیں کیوں کہ نہ تو جناب مترجم اور نہ ہی محترم ناشر نے ان کی توضیح کو مناسب خیال کیا ہے۔

● کتاب: آثار سرسید　　　مصنف: ضیاء الدین لاہوری

ضخامت ۳۰۴ صفحات　قیمت: ۱۵۰ روپے　ناشر: جمعیت پبلی کیشنز متصل مسجد پائیلٹ ہائی سکول، وحدت روڈ لاہور

جناب ضیاء الدین لاہوری اور جناب سرسید احمد خان اب دو ایسے نام بن چکے ہیں کہ ایک ہمارے سامنے آتا ہے تو بلا تامّل ذہن دوسرے کی طرف منتقل ہو جاتا ہے اور دوسرا نام اگر کہیں پڑھنے سننے میں آئے تو ذہن کے طاقچوں میں پہلے نام کی لَو خود بخود روشن ہو جاتی ہے۔

اور یہ بات تو بالکل ظاہر ہے کہ ایسا محض جناب ضیاء الدین صاحب کے سید موصوف کی ذات کثیر الجہات سے والہانہ تعلق اور دلی لگاؤ کا نتیجہ ہے۔ضیاء صاحب نے سرسید پر جو کچھ لکھا ہے، بقول شخصے سرسید کی شخصیت پر احسان کیا ہے۔اس کے بارے میں دوسروں کا تو پتا نہیں لیکن اگر خود سرسید اسے دیکھ پاتے تو نہایت اعتماد سے کہہ سکتا ہوں کہ بے حد خوش ہوتے اور حقیقت میں احسان مند ہوتے کیوں کہ احسان گزاری کا اظہار ان کے لیے بوجہ کثرتِ ارتکاب نہایت سہل ہو چکا تھا۔

آخری اطلاعات کی آمد تک ضیاء صاحب اس موضوع پر سات عدد کتب تحریر فرما چکے ہیں۔انھی سات میں سے ایک اس وقت یہاں زیرتبصرہ ہے۔اس کتاب کے بنیادی طور پر چار ابواب ہیں۔پہلے باب میں مختلف اخبارات، رسائل اور مجلّات میں سرسید کے نام نہاد عشاق کے مضامین وتحاریر پر علمی انداز میں نقد ونظر ہے۔دوسرے باب میں سرسید کے بارے میں مشہور عام اور غلط العوام قسم کے مغالطوں اور جناب سرسید کی ذات پر لگائے جانے والے مضحکہ خیز حد تک بھیانک الزامات کی تردید اور نشاندہی کی گئی ہے۔

تیسرے باب میں جو کہ اس کتاب میں بیت الغزل کی سی حیثیت رکھتا ہے۔سرسید کے تعلیمی، دینی، سیاسی اور ملّی افکار کو خود سرسید ہی کی زبان میں بیان کیا گیا ہے۔اس میں مکالمے کو بطور پیرائیہ اظہار چنا گیا ہے۔لہٰذا سوال جنابِ مصنف کی طرف سے ہے اور جواب جناب سرسید کی طرف سے اُن کی کتابوں کے اقتباسات سے حاصل کیا گیا ہے۔اس میں کوشش کی گئی ہے کہ صرف ان عبارات کو لیا جائے جو اپنے سیاق وسباق سے علیحدہ ہو کر بھی واضح اور ظاہری معنی ومفہوم دے سکیں۔نیز اکثر عبارات ایسی ہیں جو بالکل واضح المفہوم اور صریح المراد ہیں تاکہ یہ احتمال نہ ہو کہ سیاق وسباق سے کٹ کر عبارت کا مفہوم بدل گیا ہے۔

چوتھے باب میں جس کو فکاہات کا باب کہا جائے تو زیادہ بہتر ہے، سرسید اور ان کے عشاق کے بعید از عقل وبینش اور